الاہداء
بحضور سیدی اعلیٰحضرت مجدد دین و ملت
فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
غزالیِ دوراں علامہ سید
احمد سعید کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
شادباغ لاہور
ادارہ معارف نعمانیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب	الاحد ا
مصنف	علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہ
کتابت	محمد اشرف باجوہ
صفحات	۱۶
سن طباعت	۱۴۱۲ھ / ۱۹۹۱ء
مطبع	.... لاہور
ناشر	ادارہ معارف نعمانیہ ۳۲۳ شاد باغ لاہور
ہدیہ	دعائے خیر

ملنے کا پتہ : ادارہ معارف نعمانیہ ۳۲۳ شاد باغ لاہور

بیرون جات کے حضرات دو روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب فرما

ضیغم اسلام علامہ سید احمد سعید کاظمی امروہوی محدث قدس سرہٗ کا یہ علمی مقالہ ماہنامہ "السعید" ملتان شمارہ دسمبر ۱۹۵۹ء سے نقل کر کے امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ کی بارگاہ اقدس میں سالانہ یوم رضا (عرس مبارک) کے موقع پر بطور ہدیہ پیش کیا جا رہا ہے

"گر قبول افتد زہے عز و شرف"

فقیر خلیل احمد رانا (جہانیاں منڈی خانیوال)

الاستفسار

ایک دوست نے مجھے دیوبندیوں کا ایک رسالہ دکھایا جس میں اعلیٰحضرت
مجددِ دین وملت مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف حسبِ ذیل
مضمون درج تھا "رب نے مشورہ طلب فرمایا"
"ایک صاحب لکھتے ہیں اور حدیث بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ حما ابن حذیفہ سے
مروی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا:۔
بے شک میرے رب نے میری امّت کے بارے میں مجھ سے مشورہ طلب فرمایا
(الامن والعلیٰ صـ۸۵)
اور اس حدیث کی تخریج کو امام احمد اور امام ابن عساکر کی طرف منسوب کیا۔
اہل عقل خوب جانتے ہیں۔ کہ کسی کا دوسرے سے مشورہ لینا احتیاج و عاجزی پر
دلالت کرتا ہے۔ یا کم از کم مشورہ اس واسطے ہوتا ہے۔ کہ غلطی کا احتمال نہ رہے۔ اور
اللہ کی طرف نہ احتیاج وعاجزی کی نسبت درست ہے اور نہ وہاں غلطی کے احتمال
امکان ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اس کی تاویل یوں کرلی جائے کہ یہ مشورہ عزت
افزائی کی خاطر ہے۔ مگر دوسری طرح بھی اس میں کچھ گفتگو ہوسکتی ہے۔ مثلاً ابن حذیفہ
نام کا کوئی صحابی بھی نہیں ہوا۔ خیر اس بات کو بھی کتابت کی غلطی کہہ کے کاتب

کے سر منڈھ دیا جائے گا۔ اور کہا جا سکتا ہے۔ کہ ابن حذلیفہ نہیں۔ حذلیفہ درحقیقت
مگر اس کو کیا کیجیے کہ مسند احمد صفحہ ۳۸۲۔۴۰۰ میں اس صحابی کی بہت سی روا
ہیں۔ مگر ایسی جھوٹی روایت کا نام و نشان بھی نہیں۔

ضعیف اور وضعی احادیث بیان کرنا بھی اگرچہ جرم ہے مگر یہ تو نہ حدیث وضعی
نہ ضعیف بلکہ سرے سے اس کا کہیں ذکر ہی نہیں۔ پھر سب سے بڑی بات
یہ کہ اس جھوٹی حدیث کو مسند احمد میں بتانے والا ہمارے دوستوں کے نزدیک مج
مأۃِ حاضرہ بھی ہے۔ اگر مجدد ایسے ہی ہوتے ہیں۔ تو ہمارا ایسے مجددوں کو دور ہی سے
سلام ہے۔" (الصدیق ملتان بابت ماہ ذی الحجہ ۱۳۷۰ھ ص ۱)

مضمون بالا میں کسی دیوبندی نے سیدنا اعلحضرت مجدد مأتہ حاضرہ مویدِ ملت
طاہرہ فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور کتاب الامن والعُلیٰ کے صدھ سے اللہ تعا
کے مشورہ طلب کرنے کی طویل حدیث کے ایک جملہ کا ترجمہ نقل کیا ہے اور اعلیٰ حضرت
رحمۃ اللہ علیہ کی اس نقل کردہ حدیث مبارکہ کو محض اس لیے جھوٹا قرار دیا ہے۔ کہ مشو
طلب کرنا غلطی کا احتمال دور کرنے اور احتیاج و عاجزی کی بنا پر ہوتا ہے۔ رب تعا
جب ان باتوں سے پاک ہے۔ تو اس کے لیے مشورہ طلب کرنا کیونکر ممکن ہوگا۔ لہٰذا یہ حد
غلط اور جھوٹی ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ:۔

(۱) کیا یہ حدیث بروایت ابن حذلیفہ حدیث کی کسی کتاب میں موجود ہے یا نہیں

نیز یہ کہ.....!

۲۔ امام احمد اور امام ابن عساکر کی طرف اس کی لبنت درست ہے۔ یا نہیں۔ اور

۳۔ ابن حذیفہ نام کا کوئی صحابی ہوا ہے یا نہیں۔ یہ بھی دریافت طلب امر ہے کہ

۴۔ مشورہ طلب کرنا ہمیشہ احتیاج و عاجزی کی بنا پر غلطی دُور کرنے کے لیے ہوتا ہے

یا کبھی اس کے بغیر بھی مشورہ طلب کیا جاتا ہے۔ نیز یہ کہ........

۵۔ اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی مخلوق سے کوئی مشورہ طلب کیا ہے یا نہیں؟ ان تمام امور کا

جواب پوری تحقیق و تفصیل کے ساتھ مطلوب ہے۔

جواب

بدعقیدگی اور گمراہی کی اصل بنیاد یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ اور اس کے

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے افعالِ مقدسہ کا قیاس اپنے افعال پر کر لیا جائے۔ معاذ اللہ

ثم معاذ اللہ یاد رکھیے: اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ ہم اپنے مشوروں کے متعلق

اگر یہ کلیہ تسلیم کر لیں کہ ہمارا مشورہ طلب کرنا غلطی کا احتمال دور کرنے کے لیے احتیاج

اور عاجزی کی بنا پر ہوتا ہے۔ تو ممکن ہے۔ کہ کسی حد تک اسے صحیح کہا جا سکے۔ لیکن اللہ

اور اس کے رسول کے مشورہ کو بھی اس کلیہ میں شامل کرنا باطل محض ہے۔ بلکہ اس کا مطلب

یہ ہو گا۔ کہ معاذ اللہ اللہ و رسول ہماری مانند ہیں۔ غلطی کا احتمال دور کرنا بھی حاجت ہے

اور عاجزی بھی احتیاج کو مستلزم ہے۔ اللہ تعالےٰ کسی کا محتاج نہیں۔ اور

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے محتاج نہیں! اللہ اور اس

کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم دونوں غنی بے پرواہ اور احتیاج سے پاک ہیں۔ جیسا کہ

عنقریب دلائل کی روشنی میں واضح کیا جائے گا۔

ایک صحیح اور واقعی حدیث کو جو کتب احادیث میں موجود ہے۔ اور معترض علم حدیث سے ناواقف ہونے کی وجہ سے اُسے معلوم کرنے سے قاصر رہا۔ محض اپنی رائے ناقص پر اعتماد کر کے جھوٹی حدیث کہہ دینا۔ بلکہ اپنے زعم باطل کی بنا پر یہ دعوےٰ کر دینا کہ اس حدیث کا کہیں ذکر نہیں۔ بدترین جہالت و ضلالت کا مظاہرہ ہے۔ دیکھئے یہ مبارک حدیث مسند امام احمد جلد پنجم و کنز العمال جلد ششم اور خصائص کبریٰ جلد دوم تینوں کتابوں میں موجود ہے۔

اِنَّ رَبِّیْ اِسْتَشَارَنِیْ فِیْ اُمَّتِیْ مَاذَا اَفْعَلُ بِهِمْ فَقُلْتُ مَا شِئْتَ یَارَبِّ هُمْ خَلْقُكَ وَعِبَادُكَ فَاسْتَشَارَنِیْ الثَّانِیَةَ فَقُلْتُ لَهٗ كَذٰلِكَ فَاسْتَشَارَنِیْ الثَّالِثَةَ فَقُلْتُ لَهٗ كَذٰلِكَ فَقَالَ تَعَالٰی اِنِّیْ لَنْ اُخْزِیَكَ فِیْ اُمَّتِكَ یَا اَحْمَدُ وَبَشَّرَنِیْ اَنَّ اَوَّلَ مَنْ یَّدْخُلُ الْجَنَّةَ مَعِیَ مِنْ اُمَّتِیْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا لَیْسَ عَلَیْهِمْ حِسَابٌ ثُمَّ اَرْسَلَ اِلَیَّ اُدْعُ تُجَبْ وَسَلْ تُعْطَ فَقُلْتُ لِرَسُوْلِهٖ اَوَ مُعْطِیَّ رَبِّیْ سُؤْلِیْ قَالَ مَا اَرْسَلَ اِلَیْكَ اِلَّا لِیُعْطِیَكَ الحدیث۔

(حم (احمد) وابن عساکر عن حذیفہ)

کنز العمال جلد ششم صفحہ ۱۱۲ حدیث ۱۷۳۵ و خصائص کبریٰ جلد دوم صفحہ ۲۱۱ اخرج احمد و ابو بکر الشافعی فی الغیلانیات و ابو نعیم و ابن عساکر عن حذیفۃ بن الیمان و امام احمد جلد ۵ مطبوعہ مصر صفحہ ۳۹۳۔

ترجمہ: بے شک میرے ربّ کریم نے میری امت کے بارے میں مجھ سے مشورہ طلب فرمایا۔ کہ میں ان کے ساتھ کیا کروں؟ میں نے عرض کیا۔ اے میرے رب جو کچھ تو چاہے وہی کر۔ وہ تیری مخلوق اور تیرے بندے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دوبارہ مجھ سے مشورہ لیا۔ میں نے وہی جواب دیا۔ اس نے تیسری دفعہ مجھ سے مشورہ طلب فرمایا۔ میں نے پھر وہی عرض کیا۔ پھر میرے ربِّ کریم نے مجھ سے ارشاد فرمایا۔ کہ اے احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بے شک میں تیری امت کے معاملہ میں تجھے ہرگز رسوا نہ کروں گا۔ اور مجھے بشارت دی۔ کہ میرے ستر ہزار امتی سب جنتیوں سے پہلے میری ہمراہی میں داخلِ جنت ہوں گے۔ ان میں سے ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار اور ہوں گے۔ جن سے حساب تک نہ لیا جائے گا۔ پھر میرے ربّ نے قاصد بھیجا۔ کہ میرے حبیب تو دعا کر تیری دعا قبول کی جائے گی۔ اور مانگ تجھے دیا جائے گا۔ میں نے اپنے ربِ کریم کے قاصد سے کہا کہ کیا میرا ربّ میری ہر مانگی ہوئی چیز دے گا؟ تو اس قاصد (فرشتہ) نے عرض کی۔ کہ حضور اسی لیے تو رب تعالیٰ نے آپ کو پیغام بھیجا ہے کہ آپ جو کچھ بھی مانگیں آپ کو عطا فرمائے۔

آگے یہ حدیث مبارک طویل ہے۔ جس میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اور اپنی امت مکرمہ کے بہت سے فضائل و محامد بیان فرمائے۔ ہم نے قدرِ ضرورت پر اکتفا کیا ہے۔

معترض کا قول یہ تھا۔ کہ اس چھوٹی حدیث کا کہیں ذکر ہی نہیں۔ لیکن بحمدہ تعالیٰ

ہم نے ثابت کر دیا کہ مسندِ امام احمد و کنز العمال اور خصائص کبریٰ میں یہ حدیث موجود ہے۔ کنز العمال میں تو اس کی تخریج صرف احمدامام اور امام بن عساکر کی طرف منسوب ہے لیکن خصائص کبریٰ میں ان کے علاوہ ابوبکر شافعی وامام بزار) اور ابونعیم کی طرف بھی اس حدیث کی تخریج کو منسوب کیا ہے۔ وللہ الحجۃ السامیہ

اعلیحضرت مجدد دین وملت رحمۃ اللہ علیہ نے الامن والعلیٰ میں مسندِ امام احمد کا نام نہیں لکھا۔ صرف اتنا تحریر فرمایا: الامام احمد وابن عساکر عن حذیفۃ (الامن والعلیٰ صد ۱۲۳ مطبوعہ مطبع اہلسنت والجماعت بریلی اور الفاظ حدیث کنز العمال جلد ششم سے نقل فرمائے۔ اور کتاب کا حوالہ نہیں دیا۔ تاکہ ان منکرین ومخالفین کے ادعائے علم وفضل کی حقیقت آشکارہ ہو۔ الحمدللہ! اہل علم نے دیکھ لیا۔ کہ اعلیٰحضرت عظیم البرکت مجدد ملت قدس سرہ العزیز علم وفضل کا وہ بحرِ ذخار ہیں جس کے ساحل تک بھی منکرین کی رسائی نہیں۔ ذالک فضل اللہ۔

رہا ابن حذیفہ کا معاملہ تو یہ ایک حقیقت ثابتہ ہے۔ کہ کنز العمال اور خصائص کبریٰ اور مسندِ امام احمد تینوں میں عن حذیفۃ موجود ہے نیز الامن والعلیٰ مطبوعہ مطبع اہلسنت والجماعت بریلی شریف صد ۱۲۳ پر اور اسی طرح الامن والعلیٰ شائع کردہ لوزی کتب خانہ لاہور کے صد ۱۲۳ پر عن حذیفۃ موجود ہے۔ البتہ صابر الیکٹرک پریس کی مطبوعہ کے صد ۸۵ پر کاتب کی غلطی سے عن کی بجائے ابن لکھا گیا ہے۔ جسے کوئی معمولی سمجھ والا انسان بھی مصنف کی طرف منسوب نہیں کرسکتا مگر جو شخص تعصب وعناد کے جوش میں ایک ایسی

عظیم و جلیل حدیث کو نہیں مانتا۔ جو کتب احادیث میں موجود ہے۔ تو وہ اس حقیقت ثابتہ کو کیونکر تسلیم کرنے لگا ہے!

چوتھے سوال کا جواب یہ ہے کہ ہمارا آپس میں مشورہ طلب کرنا تو احتیاج و عاجزی کی بنا پر اور غلطی کے احتمال کو دور کرنے کے لیے ہو سکتا ہے۔ لیکن اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مشورہ طلب کرنا احتیاج و عاجزی اور ازالۂ احتمالِ غلطی کے لیے قطعاً نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دونوں غنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا بندوں کے مشورہ سے غنی ہونا تو ظاہر ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم امت کے ساتھ مشورہ فرمانے سے اس لیے غنی ہیں۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر آسمان سے وحی الٰہی آتی ہے۔ نیز یہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام کائنات سے زیادہ علم اور عقل والے ہیں۔ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز کسی کے مشورہ کے محتاج نہیں۔ لیکن اس کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وشاورھم فی الامر فرما کر مشورہ کرنے کا حکم فرمایا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب کریم کے ارشاد کی تعمیل میں اپنے غلاموں سے مشورہ فرمایا۔ صرف اس لیے کہ انہیں مشورہ کی تعلیم دیں اور مشورہ کو ان کے لیے رحمت بنائیں۔ اور انہیں استخراج رائے صحیح میں اجتہاد کا رغبت دلائیں اور ان سے مشورہ لے کر ان کی شان بڑھائیں اور ان کے دلوں کو خوش کریں۔

دیکھئے "صاحب روح المعانی آیۃ کریمہ "وشاورھم فی الامر" کے تحت اسی

مضمون کی تائید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَيُؤَيِّدُهٗ مَا اَخْرَجَهُ ابْنُ عَدِيٍّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الشُّعَبِ بِسَنَدٍ حَسَنٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا لَمَّا نَزَلَتْ شَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَا اَنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَغَنِيَّانِ عَنْهَا وَلٰكِنْ جَعَلَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى رَحْمَةً لِّاُمَّتِيْ۔ (روح المعانی پ ۴ ص ۹۴)

اور اس مضمون کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جسے ابن عدی نے اور شعب الایمان میں بیہقی نے سند حسن کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ جب آیت کریمہ "وشاورہم فی الامر" نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا:۔ لوگو! خبردار ہو جاؤ۔ بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول دونوں مشورہ سے غنی ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے میری امت کے لیے بنایا ہے۔"

اسی طرح تفسیر ابن جریر میں ہے:۔

عَنِ الرَّبِيْعِ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ قَالَ اَمَرَ اللّٰهُ نَبِيَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّشَاوِرَ اَصْحَابَهٗ فِي الْاُمُوْرِ وَهُوَ يَاْتِيْهِ الْوَحْيُ مِنَ السَّمَآءِ لِاَنَّهٗ اَطْيَبُ لِاَنْفُسِهِمْ۔ (ترجمہ) حضرت ربیع سے روایت ہے۔ "وشاورہم فی الامر" نازل فرما کر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مشورہ طلب امور میں حضور کے صحابہ سے مشورہ کرنے کا حکم دیا۔ حالانکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

وحی آسمانی آتی ہے۔ صرف ان کے دلوں کو خوش کرنے کی خاطر۔"

اسی مقام پر ابن جریر میں ایک اور حدیث ہے۔ جس کے الفاظ ہیں ۔ وَاِنْ كُنْتَ عَنْهُمْ غَنِيًّا ۔ اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنے صحابہ کی تالیف کے لیے ان سے مشورہ کر لیا کریں۔ اگرچہ آپ ان سے غنی ہیں۔" تفسیر ابن جریر پ۴ ص۹۴

اور تفسیر کبیر میں ہے۔ (اَلْخَامِسُ) وَشَاوِرْهُمْ فِى الْاَمْرِ لَا لِتَسْتَفِيْدَ مِنْهُمْ رَأْيًا وَعِلْمًا لٰكِنْ لِكَىْ تَعْلَمَ مَقَادِيْرَ عُقُوْلِهِمْ الخ یعنی آپ کو مشورہ کرنے کا حکم اس وجہ سے نہیں دیا۔ کہ آپ ان سے کسی قسم کی رائے یا علم کا استفادہ کریں۔ بلکہ اس لیے یہ حکم دیا گیا ہے۔ کہ ان کے عقول وافہام آپ کے سامنے ظاہر ہو جائیں اور ان کی محبت کے اندازے سامنے آ جائیں۔" اس کے چند سطر بعد امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ (اَلسَّادِسُ) (وَشَاوِرْهُمْ فِى الْاَمْرِ) لَا لِاَنَّكَ مُحْتَاجٌ اِلَيْهِمْ وَلٰكِنْ لِاَنَّكَ اِذَا شَاوَرْتَهُمْ فِى الْاَمْرِ اجْتَهَدَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ فِىْ اِسْتِخْرَاجِ الْوَجْهِ الْاَصْلَحِ الخ ترجمہ:۔ اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے مشورہ فرمائیں۔ اس لیے نہیں۔ کہ آپ ان کے محتاج ہیں۔ لیکن جب آپ ان سے مشورہ فرمائیں گے۔ تو آپ کے غلاموں میں سے ہر شخص وجہ اصلح کے استخراج میں کوشش کرے گا۔ (تفسیر کبیر جلد ۳ ص۱۲۰)

تفسیر نیشاپوری میں اس آیت کریمہ وَشَاوِرْهُمْ فِى الْاَمْرِ کے تحت مرقوم ہے۔ وَقَدْ ذَكَرَ الْعُلَمَاءُ لِاَمْرِ الرَّسُوْلِ بِالْمُشَاوَرَةِ مَعَ اَنَّهٗ اَعْلَمُ

النَّاسِ وَاَعْقَلُهُمْ فَوَائِدَ مِنْهَا اَنَّهَا تُوْجِبُ عُلُوَّ شَانِهِمْ وَرِفْعَةَ قَدْرِهِمْ

(تفسیر نیشاپوری پ ۴ صفحہ ۱۱۹)

ترجمہ: باوجود اس بات کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ علم اور عقل والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مشورہ کا امر فرمایا۔ علماء نے اس کے کئی فائدے ذکر کیے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ان سے مشورہ فرمانا ان کی علو شان رفعت قدر و منزلت اور ان کے اخلاص و محبت کے زیادہ ہونے کی موجب ہے۔

الحمدللہ! ان روایات و عبارات علماء مفسرین سے یہ امر آفتاب سے زیادہ روشن ہو گیا۔ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مشورہ فرمانا احتیاج و عاجزی کی وجہ سے ہرگز نہیں نہ کسی غلطی کے احتمال کو دور کرنے کے لئے ہے۔ بلکہ ایسی حکمتوں اور فائدوں کی بنا پر ہے۔ جن کا تصور بھی معترض کے ذہن میں نہیں اور ہم نے انہیں بالتفصیل بیان کر دیا۔

پانچویں ۵ سوال کا جواب یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے مشورہ طلب فرمایا ہے۔ دیکھیے تفسیر ابن جریر میں آیت کریمہ" وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً کے تحت ایک حدیث نقل فرمائی۔ جو حسب ذیل ہے:-

عَنْ سَعِیْدٍ عَنْ قَتَادَةَ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ

خَلِیفَۃً فَاسْتَشَارَ الْمَلٰٓئِکَۃَ فِی خَلْقِ آدَمَ فَقَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْھَا مَنْ یُّفْسِدُ

فِیْھَا وَیَسْفِکُ الدِّمَآءَ الحدیث (تفسیر ابن جریر پارہ ۱ صد ۱۵۸)

ترجمہ: آیت کریمہ انی جاعلٌ فی الارض خلیفہ کی تفسیر میں حضرت سعید

حضرت قتادہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام

کی پیدائش کے بارہ میں فرشتوں سے مشورہ طلب فرمایا۔ تو فرشتوں نے عرض کیا

اتجعل فیھا من یفسد فیھا الآیۃ

تفسیر عرائس البیان میں اسی آیۃ کے تحت ہے۔

فَعَرَّفَھُمْ عِنْدَ الْمَشْوَرَۃِ مَعَ الْمَلٰٓئِکَۃِ خُلُوَّھُمْ مِنَ الْمَحَبَّۃِ۔

(تفسیر عرائس البیان جلد اول صد ۱۹)

ترجمہ: فرشتوں سے مشورہ کرتے وقت اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے جذبہ محبت

سے خالی ہونے کی بات انہیں بتا دی تھی۔

تفسیر مدارک میں اسی آیت کے تحت مرقوم ہے:۔ اَوْ لِیُعَلِّمَ عِبَادَہُ الْمُشَاوَرَۃَ

فِیْ اُمُوْرِھِمْ قَبْلَ اَنْ یَّقْدِمُوْا عَلَیْھَا وَاِنْ کَانَ ھُوَ یَعْلَمُہٗ وَحِکْمَتُہُ الْبَالِغَۃَ

غَنِیًّا عَنِ الْمُشَاوَرَۃِ (تفسیر مدارک جلد اول صد ۳۲) یا اس لئے فرشتوں سے "انی

جاعل فی الارض خلیفہ" فرمایا کہ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کو اس بات کی تعلیم

دے کہ وہ اپنے کام کرنے سے پہلے مشورہ کر لیا کریں اگرچہ اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا

ہے۔ اور اس کی حکمتِ بالغہ مشورہ سے غنی ہے۔

تفسیر نیشاپوری میں ہے: وَالْفَائِدَۃُ فِی اِخْبَارِ الْمَلٰٓئِکَۃِ بِذٰلِکَ اِمَّا تَعْلِیْمُ الْعِبَادِ الْمُشَاوَرَۃَ فِیْ اُمُوْرِهِمْ وَاِنْ کَانَ هُوَ بِحِکْمَۃِ الْبَالِغَۃِ غَنِیًّا عَنْ ذٰالِکَ وَاِمَّا اَنْ یَّسْئَلُوْا ذٰلِکَ السُّوَالَ وَیُجَابُوْا بِمَا اُجِیْبَ۔

(تفسیر نیشاپوری پارہ اوّل ص۲۰۹)

ترجمہ: فرشتوں کو یہ خبر دینے میں یا یہ فائدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ان کاموں میں مشورہ کرنے کی تعلیم دے۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ اپنی حکمت بالغہ کی وجہ سے مشورہ کرنے سے غنی ہے۔ اور یا یہ فائدہ ہے کہ فرشتے یہ خبر سن کر اَتَجْعَلُ فِیْهَا کے ساتھ سوال کریں۔ اور انہیں اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ کے ساتھ جواب دیا جائے۔

تفسیر سراج منیر میں ہے وَفَائِدَۃُ قَوْلِهٖ هٰذَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ تَعْلِیْمُ الْمُشَاوَرَۃِ اَوْ تَعْظِیْمُ شَانِ الْمَجْعُوْلِ (تفسیر سراج المنیر جلد اول ص۴۲)

ترجمہ: فرشتوں سے "انی جاعلٌ فی الارض خلیفہ" فرمانے کا فائدہ تعلیم مشاورت یا تعظیم شان مجعول ہے۔ اسی طرح تفسیر جمل جلد اوّل ص۳۵ پر ہے، تفسیر بیضاوی جلد اوّل ص۲۰۹، تفسیر کشاف جلد اوّل ص۲۰۹، تفسیر کبیر جلد اوّل ص۳۸۲، روح المعانی پارہ ا ص۲۰۳، روح البیان جلد اوّل ص۹۴ پر ہے۔

اِن تمام عبارات سے واضح ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو مشورہ کی تعلیم دینے اور آدم علیہ السلام کی تعظیم و دیگر حکمتوں کی بنا پر آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے سے پہلے فرشتوں سے مشورہ لیا۔ حالاں کہ اللہ تعالیٰ غنی ہے۔ ثابت ہوا

کہ مشورہ لینا ہمیشہ احتیاج وعاجزی کی وجہ سے ہی نہیں ہوتا۔ بلکہ حکمتوں پر بھی مبنی ہوتا ہے۔ پھر یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ فرشتوں سے مشورہ فرمانا اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف نہیں تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کرنا کیونکر عظمت خداوندی کے منافی ہو سکتا ہے؟

"مشورہ کے معنی اور معترض کی غلط فہمی کا ازالہ"

لفظ مشورہ عرب کے قول "شِرْتُ الْعَسَلَ" سے ماخوذ ہے۔ یعنی میں نے شہد کو اس جگہ سے نکال لیا۔ مشورہ کے معنی ہیں "استخراج الرائے" بیضاوی میں ہے:

اَلْمَشْوُرَۃُ اِسْتِخْرَاجُ الرَّاْیِ بِمُرَاجَعَۃِ الْبَعْضِ اِلَی الْبَعْضِ

(مفردات راغب صہ ۲۷۲) خلاصہ یہ کہ کسی کی طرف رجوع کر کے اس کی رائے کے استخراج کا نام مشورہ ہے۔ مشورہ میں یہ ضروری نہیں کہ متکلم ومخاطب میں سے ہر ایک کی رائے کا استخراج ہو۔ بلکہ صرف مخاطب کی رائے لینا بھی کافی ہے اللہ تعالیٰ متکلم ہے اور فرشتے مخاطب۔ اللہ تعالیٰ نے "اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً" کہہ کر فرشتوں کی رائے لی اور فرشتوں نے اَتَجْعَلُ فِیْھَا کہہ کر اپنی رائے ظاہر کر دی! اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کی امت کے بارے میں حضور الصلوٰۃ والسلام سے مَاذَا اَفْعَلُ بِھِمْ فرما کر حضورؐ کی رائے لی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مَاشِئْتَ یَا رَبِّ ھُمْ خَلْقُکَ وَعِبَادُکَ اور اللہ تعالیٰ کا یہ مشورہ لینا اور رائے طلب فرمانا بالکل ایسا ہے۔ جیسے اپنے نبیوں

یا فرشتوں یا کسی فرد مخلوق سے کسی بات کا پوچھنا اور سوال فرمانا قرآن کریم میں بے شمار آیات
ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کے استفسارات و سوالات مذکور ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے ابراہیم
علیہ السلام سے پوچھا۔ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ اے ابراہیم! کیا تو ایمان نہیں لایا؟ ابراہیم علیہ السلام
نے عرض کیا۔ بلیٰ کیوں نہیں؟ میں ضرور ایمان لایا۔ اسی طرح قیامت کے دن نبیوں
سے سوال فرمائے گا مَاذَآ اُجِبْتُمْ اے نبیو! بتاؤ تم کیا جواب دیے گئے؟ نیز عیسیٰ علیہ
السلام سے دریافت فرمائے گا ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّی
اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اے عیسیٰ کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے
سوا معبود بنا لو۔ نیز موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا۔ وَمَا تِلْكَ
بِیَمِیْنِكَ یٰمُوْسٰی اے موسیٰ تمہارے داہنے ہاتھ میں کیا ہے؟

اگر مشورہ کرنا یعنی کسی کی رائے دریافت کرنا، احتیاج اور عاجزی پر منحصر ہے تو کسی
بات کا پوچھنا بھی معاذ اللہ لاعلمی اور احتیاج پر مبنی ہو گا۔ لہٰذا معترض نے حدیث استشارہ کا
انکار کیا ہے۔ وہاں اللہ تعالیٰ کے سوالات کی تمام آیات کا بھی انکار کر دے۔ اور اگر
سوالات میں حکمت کا قائل ہے۔ تو استشارہ میں اسی حکمت کا کیوں انکار کرتا ہے؟

فوضح الحق حق الوضوح ولله الحجة البالغة